



بلوچستان صوبائی اسمبلی



مباحثات

جمعہ ۲۱ جون ۱۹۶۲ء

صفحہ	مسند ریات	نمبر شمارہ
۱	تلاوت کلام پاک و ترجمہ	۱
۲	سالانہ بجٹ پر عام بحث	۲

شمارہ پانزدہم ۱۵



جلد ہشتم

ممبرانِ حمنوں نے اجلاس میں شرکت کی

- ۱۔ جہا میر غلام قادر خاں
 - ۲۔ مولوی محمد حسن شاہ
 - ۳۔ نواب غوث بخش رئیسانی
 - ۴۔ مولوی صلح محمد
 - ۵۔ میر یوسف علی خاں مگسی
 - ۶۔ میاں سیف اللہ خاں پراچہ
 - ۷۔ خان محمود خان اچکزئی
 - ۸۔ میر شہنواز خان شالہیانی
 - ۹۔ سردار انور جان کھتران
 - ۱۰۔ میر صاحب علی بلوچ
 - ۱۱۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزی
-

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۷۴ء
 زیر صدارت میرزا درخشاں بلوچ ڈپٹی اسپیکر ٹھیک صبح
 دس بجے شروع ہوا۔

تلاوت کلام پاک و ترجمہ از قاری افتخار احمد کاظمی خطیب

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
 طه ۝ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى ۝ إِلَّا تَذَكُّرًا ۝ لِمَنْ عَشِيَ الْآ
 فْئُتًا ۝ فَتَنْزِيلًا مِمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى ۝ الرَّحْمَنِ عَلَى الْعَرْشِ
 اسْتَوَى ۝ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا تَحْتَ الثَّرَى ۝
 وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَأَقْوَمُ قَائِمًا ۝ لَعَلَّ السَّاعِرِينَ يَتَّقُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ
 إِلَّا هُوَ ۝ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمَ

(س - ۲۰ = آیات ۱ تا ۸)

یہ آیات کریمہ جو تلاوت کی گئی ہیں، سو لھویں پارہ کی دسویں رکوع کی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ

ہے

میں پناہ میں آنا ہوں اللہ کی شیطان مردود شر سے۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
 طہ، ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا۔ کہ آپ تکلیف اٹھائیں۔ بلکہ یہ تو نصیحت ہے۔ اس
 کے لئے جو ڈرتا ہو۔ نازل اس کی طرف سے ہوا ہے۔ جس نے پیدا کیا زمین اور بلند آسمان کو۔ وہ خدا کے رحمان
 عرش (حکومت) پر قائم ہے۔ اسی کی ملک ہے۔ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں اور ان دونوں کے درمیان ہے
 اور جو کو زمین کے نیچے ہے۔ اور اگر آپ پکار کر بات کہیں تو وہ چپ کے سے کہی ہوئی بات اور اس سے زیادہ
 چھپ چوئی کو جانتا ہے۔ وہ اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اچھے اچھے نام اسی کے ہیں۔

وَأخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

آج بیٹ پر بحث کا پہلا دن ہے اور سب سے زائد کین بیٹے ہوئے ہیں پہلے کون پہننا چاہتا ہے۔

مسطوطی اسپیکر

قائد ایوان جام میر غلام قادر خان :- میں چاہتا ہوں کہ آج پہلے جناب شاہد ایبائی صاحب تقریر کریں کیونکہ اس سے کارروائی کو اعزاز حاصل ہوگا۔

جناب والا! اس سے پہلے کہ میں مجوں میری دو شکایات ہی ایک میر شاہنواز خان شاہد ایبائی - ۱۔ پریس سے اور دوسری ریڈیو پاکستان سے ہے پریس والے جو میرے فائدے

کی بات ہوتی ہے وہ نہیں لکھتے اور جو میرے نقصان کی بات ہوتی ہے وہ لکھ دیتے ہیں۔ دوسری ریڈیو پاکستان سے ہے وہ یہ ہے کہ ضمنی بحث میں میں نے جو تقریر کی تھی اس میں میرا نام تک نہیں لیا گیا تو پھر میرے لئے بھی ضروری ہے کہ جیسے میرے ساتھ اور درست اشارہ کر کے تصویر کھینچواتے ہیں اور مضمون دلاتے ہیں وہ میں بھی کروں لیکن میں تو اس بات کا قائل ہوں کہ

شانے خود بخود گردن چناں زیبائی است صاحب

کر زن پستان خود مالد محفوظ نفس کے یاد - !

جناب والا! آج بیٹ پر عام بحث کا پہلا دن ہے اور مجھے اس لئے پہلے موقع دیا گیا ہے کہ بڑے مقررین صاحبان آج کے لئے تیار نہیں تھے۔ چونکہ میں پہلے ہی تقریرات کرنے کا عادی ہوں اس لئے آج بھی مختصر بات کروں گا۔

جناب والا! یہ خوشی کی بات ہے کہ خلاف توقع وزراء صاحبان جو کہ ہر روز تقریر کے

لئے اٹھے بیٹھے کا موقع ہیں دیتے آج خداوند تعالیٰ نے انہیں صبر و تحمل عطا فرمایا ہے اور انتہائی تندرستی سے بیٹھے جملے ہیں۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب والا! آج بلوچستان اسٹیبلشمنٹ میں جس چیز پر بحث ہو رہی ہے۔ یہ جو تصاحبٹ ہے پہلا فوجی بجٹ گورنر صاحب کی نگرانی میں پیش کیا گیا دوسرا بجٹ نیپ حکومت کی نگرانی میں پیش ہوا ہے آج کی جگہ ان حکومت کہتے ہیں تیسرا بجٹ نواب اکبر بگٹی نے پیش کیا اور یہ چوتھا بجٹ میں کو جمہوری انتظامیہ کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ اس میں گولامید گو جگہ نظر آ رہی ہے۔ جناب والا! یہ جب خدا کی ذات ہے۔ سندھی میں شامل تھے ہیں کہ آجہنگو خزانہ چھے تیس دکان شکل آتھ " یعنی حکومت چلانے کے لئے یا اس کو مضبوط کرنے کے لئے یا بادشاہت کو مضبوط کرنے کے لئے ایک فوج کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوسری خزانے کی لیکن لشکر کو مضبوط خزانہ ہی کرتا ہے۔

جناب والا! خزانہ کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کو اکٹھا کیا جائے یا چند ٹیکس لگائے جائیں۔ یا کتابوں کی صورت میں پیش کیا جائے۔ خزانہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خزانہ کی تقسیم ایسے کی جائے کہ زیادہ سے زیادہ علاقے کا ہر ایک فرد اس سے مستفید ہو۔ جناب والا! کوئی بادشاہت یا حکومت اس وقت تک ترقی نہیں کرتی جب تک اس کے موام خوشحال نہ ہوں خداوند تعالیٰ نے بلوچستان کی زمین کو اتنا زرخیز بنایا ہے اس میں اتنی زرخیزی ہے جس سے مفلوک الحال مخلوق کا مسئلہ اچھی طرح حل ہو سکتا ہے۔ پنشن والا! ترقی کے لئے سب سے زیادہ ضرورت سلامتی کی ہے سلامتی کے معنی ہیں امن دامن اگر امن دامن بحال ہے تو سلامتی ہی ہے۔ اس سے آدمی اچھی طرح کام کر سکتا ہے چل پھر سکتا ہے اگر امن نہ ہو تو یہ سارے لوازمات بیکار ہیں۔ امن دامن اور سلامتی برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ پولیس ہو جس کو ہماری نیپ حکومت نے اکٹھا کرنا شروع بنا دیا کہ وہ امن دامن قائم کرنے کے قابل نہ رہی اور اب وہ اتنی کمزور ہے کہ اگر کوئی جرم ہوتا ہے تو وہ مجرموں کو پکڑنے میں ناکام رہتی ہے۔ اس لئے میری گزارش۔ کہ پولیس کو منظم کیا جائے۔ تجربہ کار آدمیوں کی خدمت حاصل کی جائیں جس طرح پولیس کیلئے ریٹائرمنٹ صاحب کا انتخاب کیا گیا انہوں نے صوبہ سندھ میں بہت اچھے کام کئے ہیں۔ جناب والا! نیگلاروب ڈویژن جو کہ ڈھائی لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ اس میں پولیس کی بہت حالت ہے کہ دس ہزار آدمیوں پر ایف کانسٹیبل ہے اس علاقے میں اس وقت جرائم پیشہ افراد کی اتنی گورنر بازاری ہے کہ وہاں مزید عوام کی جان و مال محفوظ نہیں۔ وہ دن دباڑے سے دن نالے رہتے ہیں ہماری

میں ۸۱ کیوسک عمیق قانون کے مطابق ۸۱۰۰ ایکڑ اراضی سیراب ہونی چاہیے۔ یہ پانی وہ اپنی مرضی لئے دے رہی ہے ہمارا حق ہے کہ ہمیں پانی ۸۱ کیوسک ملے اس سے ۸۱۰۰ ایکڑ زمین سیراب ہو سکتی ہے لیکن کچھ کل اس سے ہماری اراضی جو سیراب ہو رہی ہے وہ ۵۰۰ ایکڑ ہے یعنی تین ہزار ایک سو ایکڑ کم ہے ربرج میں ہمارا پانی ۸۰ کیوسک ہے جس سے قانون کے مطابق ایک لاکھ بیس ہزار ایکڑ اراضی سیراب ہونی چاہیے لیکن اس سے ہماری ایک لاکھ آٹھ ہزار نو سو ایکڑ اراضی سیراب ہو رہی ہے تو وہ جتنا پانی ملے رہے ہیں اس کے مطابق ہماری اراضی نہیں ہے۔ تو پھر ہم پانی چرا کر کدھر کرتے ہیں کیا ہم سارا پانی پی جاتے ہیں۔ یا بیچ دیتے ہیں۔ جناب والا! یہ صرف ہمیں نقصان پہنچانے کا ایک بہانہ ہے ایسا نہیں ہے کہ ہم چوری کرتے ہیں ایک مثال ہے کہ جب جھگڑا ہوتا ہے تو اس کا نشان دھک ہوتا ہے جب دو پٹھان آپس میں لڑیں یا دو بلوچ آپس میں لڑیں یا دو بلوچ پٹھان آپس میں لڑیں۔ تو اس کی نشانی دھک کی صورت میں ہونی چاہیے۔

 آپ دیکھیں جب پانی ہلے پاس ہے اور حکم آبپاشی کے شیڈول کے مطابق ہماری آبادی اتنی نہیں ہے۔ اصول کے مطابق خلیفہ میں ایک سو ایکڑ اراضی فی کیوسک پانی سے اور ربرج میں ۱۵۰ ایکڑ اراضی فی کیوسک پانی سے سیراب ہونی چاہیے۔ تو پھر ہم زیادہ پانی لے کر کدھر کرتے ہیں جناب والا! یہ صرف ایک بہانہ ہے، اور ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے بہانہ بنایا گیا ہے بچے افسوس ہوتا ہے اور پانچ حکومت پر افسوس ہوتا ہے۔

 میں ضرور بروں گا۔ اگر حکومت ناراض ہوتی ہے تو ضرور ہو جائے لیکن جام صاحب کی خدمت میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہر پانی کر کے تھوڑا سا گلہ بھی سن لو، ہم بیس سال سے نقصان اٹھائے ہیں ہم برباد ہو چکے ہیں۔ ہم کو جب تک حق نہیں ملے گا۔ کیا یہ اس لئے ہے کہ اوسٹہ محمد غیر آباد ہو جائے ہماری حکومت بلوچستان بھی نہیں سنتی۔ آخر کیوں! ہم نے کونسا گناہ کیا ہے کیا ہم بلوچستان کی حکومت کو تکلیف پہنچا رہے ہیں؟ کیا ہم بلوچستان کی رعایا نہیں ہیں۔ جیسا کہ ایک بار پہلے بھی میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ قبیلہ شاخ محض اس لئے نکالی گئی ہے کہ ہمیں نقصان ہو جناب والا! بلوچستان کی زمین نلڑ ہے اور سندھ کی زمین نشیب ہے۔ اس شاخ کے نلڑے سے پانی کی سطح گر جائے گی اور تیلوں، کم ہونے کی وجہ سے

میں کافی پانی ہے۔ اس کے علاوہ ان کے پاس رقموٹو پیرو اور شہداد کوٹ بیلج میں کافی پانی ہے
 جو تب c. ۸۰.۷۷.۷۷ تھے کھلتے ہیں۔ اور کیا چاہیے۔ میں پوچھتا ہوں کیا شہداد کوٹ۔ رقموٹو پیرو کا
 پانی نہیں نکالا جاتا؟ اگر نکالا جاتا ہے تو اس نہر کا جو بلوچستان میں آتی ہے۔ کیا یہی انصاف ہے۔؟
 کیا اسے انصاف کہتے ہیں؟ اس لئے میں آپ کے توسط سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں
 عرض کروں گا۔ کہ آپ ان کو میری طرف سے جناب وزیر اعظم سے اور سندھ کے وزیر اعلیٰ صاحب
 سے کہیں۔

اس کے بعد جناب والا میں جھٹ پٹ تحصیل کی طرف آتا ہوں جس کی آبپاشی ڈیپارٹمنٹ
 کینال اور پٹ فیڈر سے ہوتی ہے اور یہ دونوں شاخیں گدو بیرج سے نکلتی ہیں جناب مجھے بڑا افسوس
 ہوتا ہے مگر کیا کروں؟

اگر کچھ بولتا ہوں تو مزاحمت کا جاتا ہے
 اگر خاموش رہتا ہوں کیجیہ سُننے کو آتا ہے

بڑے افسوس کی بات ہے مجھے سخت افسوس آتا ہے پٹ فیڈر کی شاخ جس میں
 ہمداحیہ سارے ۶ ہزار کیوسک ہے، اس کی جگہ ہیں ۲ ہزار کیوسک ملتا ہے لیکن پھر بھی
 وزیر صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم لوگ اصل میں دو ہزار کیوسک لے رہے ہیں بلوچستان کا علاقہ
 جس میں پانی کی بارش کی کمی ہے اور ہمارا ہم ہزار کیوسک پانی صنایع جاتا ہے اس لئے کہ پٹ فیڈر
 پر اسی ڈیزائن پر نہیں بنی جس کے لئے ہم کروڑ روپے کی ضرورت ہے جناب! بڑے افسوس کی بات ہے
 کہ سندھ کی حکومت مگھی شاخ پر میں اس لئے اس شاخ کو مگھی شاخ نہیں بولتا اور اس کو قبہ
 شاخ کہتا ہوں کہ سیف اللہ ایسی شخصیت نہیں تھی جو کسی کو نقصان دیتی اس لئے میں اس کو قبہ شاخ چکانا
 ہوں یعنی سیف اللہ شاخ پر جس میں حکومت سندھ کے علاقے میں آبادی ۶۰ ہزار ایکڑ ہوتی ہے اور یہ
 بھی وہ زمین جو کہ پہلے دس ہزار ایکڑ تک آبادی بڑھتی ہے اس پر تو حکومت سندھ ہم کروڑ روپے کی
 رقم خرچ کر سکتی ہے اور ہم غضب خدا کا اپنے علاقہ جو کہ پٹ فیڈر میں ہم لاکھ ایکڑ بنتا ہے پر سارے
 وہ پیسہ صرف نہیں کر سکتے کیا یہ ہے ہماری ہمدردی اس ملک کے ساتھ کیا عوام کا ہمیں اتنا ہی خیال ہے؟
 جس عوام کے لئے ہم دن رات ہیں اگر زمینداروں کی نقصان کی بات آتی ہے تو حکومت اور وزراء

تو کھڑے ہیں اور اگر آٹھ برس سے میں چیز کا مسئلہ ہے اور پیسے خرچ کرنے کی بات آتی ہے تو خاموشی ہے حالانکہ ہماری ہم لاکھ ایکڑ زمین غیر آباد ہو سکتی ہے۔

انڈس کی بات ہے اس لئے میں پھر آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس معاملہ میں بالکل دیر نہیں ہونی چاہیے اور یہ چار کروڑ روپیہ یکدم خرچ کرنا چاہیے اور اس کا آل پاکستان بنیادوں پر ٹینڈر ہونا چاہیے تاکہ زمین اور کمفورڈ جیسی فرمیں اس کام کو سنبھال سکیں تاکہ جتنی کھدائی ہوتی ہے اس میں دو شاخیں نکلتی ہیں ایک احمد شاخ اور دوسری مگسی شاخ اور اگر آٹھ مہینے تک یہ دونوں فرمیں کام کرتی رہیں یہ کام پورا کر سکتی ہیں جس سے ہماری چار لاکھ ایکڑ زمین آباد ہو سکتی ہے اس لئے جناب والا میں آپ کے توسط سے دوبارہ بلکہ بارہ بارہ عرض کروں گا کیونکہ پہلے کہ چکا ہوں کہ عرض کرنا ہمارا کام ہے جیسا کہتے ہیں کہ -

”بر رسولان بلاغ باشد لیس - ۱“

باقی کرنا ان کا کام ہے جو اس کے مجاز ہیں۔

اس کے علاوہ ہمارا ایک اور پرابلم ہے چونکہ یہ انگریزی کا لفظ ہے اور دوسرے لوگ بھی پرابلم کہتے ہیں اگرچہ مجھے اس کا مطلب نہیں آتا۔ اس لئے میں بھی یہی کہتا ہوں۔ تو وہ پرابلم ہے سیم محور کا جو کہ جھٹ پٹ کا مشرقی علاقہ ہے اور نصیر آباد میں ہے لیکن جھٹ پٹ کے لئے یہ مرضی مستعد صورت اختیار کر چکا ہے اس سے ۸ برس کے عرصے میں ۸۰ ہزار ایکڑ زمین سیم محور کا شکار ہو چکی ہے۔ یعنی دس ہزار ایکڑ فی سال اگر اس سیم محور پر تہ بونہ پانچا گیا تو یاد رکھیے کہ وہ سال کے بعد یعنی جھٹ پٹ کا مشرقی حصہ پاکستان کی تیسری جیل بن جائے گا۔ جیسا کہ پہلے دو جیلیں ہیں۔ اس لئے جس عرض کروں گا کہ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہمارے پاس جیلی ہے۔ اس کے لئے (Drainage system) کو برائے کار لاکر اس پانی کو نکالا جائے اور اسے اور سے اور اسی سے ٹوب دیل ہی سہلے جا سکتے ہیں۔ اور ٹوب دیلوں کے اس میٹھے پانی کو ہم کہیں اور ان زمینوں پر لے جا سکتے ہیں جو غیر آباد ہیں۔

۔۔۔ یہ پانی اگرچے طریقے سے نکالا جائے تو بیل پٹ تک جا سکتا ہے جس سے یہ غیر آباد زمین آباد ہو سکتی ہے۔ اور وہ لوگ جو کہ نکل سنبھالنے کے لئے محتاج ہیں ان کا بھی ذریعہ معاش بن جائیگا

اس نے میں عرض کروں گا کہ Drainage System کو بروئے کار لایا جائے۔
اس کے علاوہ میں ایک بات بتاؤں اور وہ یہ ہے کہ گود پورہ جیکٹ سے تو ہمارے

بلوچستان کو بجلی مل رہی ہے لیکن کدھر سے شاید یہ وزیروں کو معلوم ہو۔ اور وہ بجلی بلوچستان کو
مثل اور کند کوٹ جو کہ سندھ میں ہے حالانکہ ہمارا سد ہمارا سمت ہے جو کہ پٹ فیڈر کے ساتھ ساتھ
ہے۔ اس کے آنے سے ہمارے سارے علاقوں کو بجلی مل سکے گی۔ لیکن اس کے بجائے وہ دورے دیتے
ہیں کیوں نہ ہیں ہر ایک اپنے مفاد کو دیکھتا ہے۔ ہمارے پاس پونچھ والا کوئی نہیں ہے۔ اس طرح سے
اگر یہ بجلی پھانے کند کوٹ کے یہ پٹ فیڈر سے آئے تو اس سے ہمارے سارے علاقے سیراب ہو جائیں گے۔
جو لوگ پانی چوری کرتے ہیں ان کو اگر یہ پانی مل جائے تو وہ پھر پانی چوری ہی نہیں کریں گے۔ اس لئے میں
عرض کروں گا کہ بجلی پٹ ٹیڈر سے براہ راست دی جائے اور یہ ٹیوب ویل دیئے جائیں

جناب والا اس کے بعد خوراک پانی اور اس کے بعد ضرورت ہے کھاد کی۔ کیونکہ کھاد کا ہونا

ضروری ہے کیونکہ اس وقت وہ بیج جس میں پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ حریف میں مثل ۸۶، ۸۸
ضروری ہے اگر کھاد نہ ہو تو وہ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ گندم کا بیج ہے تو وہ بھی کھاد کے بغیر نہیں پڑتا
کھاد کا یہ حال ہے کہ اس کے نرخ اتنے بڑھ چکے ہیں کہ کاشتکاروں کے ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتے
اس لئے میں عرض کروں گا کہ زمینداروں بھیزاروں کا نام میں نہیں لیتا بلکہ کاشتکاروں کے لئے
زمینداروں کا نام تو اس وقت ڈاکوؤں سے چوروں سے شرابیوں کا نام نہیں لوں گا۔ جہاں سے بی
پہنچایا جاتا ہے۔ اس لئے گورنمنٹ کے لئے ضروری ہے کہ ان کے لئے کھاد مہیا کرے ان کو آسان
قسطوں پر یہ مہیا کرے اور قسطیں لیتے وقت یہ ضروری ہے کہ سود وصول نہ کیا جائے اور یہ کھاد کا قرضہ
دقسطوں میں وصول کیا جائے وہ بھی غلے کے وقت اس کے بعد نمبر آتا ہے بیج کافی ایکڑ پیداوار پڑھانے
کے لئے بیج کی سب سے زیادہ ضرورت ہے ہمارے پاس جو بیج ہے جیسے شالی ہے یا گندم ہے اس
قسم کی اجناس کے وہ محفوظ ہو گئے ہیں۔ ان سے پیداوار پوری حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے گورنمنٹ
کو چاہیے کہ نصیر آباد میں ایک گودام جھٹ پٹ میں ایک گودام اور ایک گودام تحصیل اڑستہ
میں ہونا چاہیے۔ اور ہر علاقے کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر ایسا کو مہیا ہے۔
جناب والا! اس کے بعد چونکہ میں تقریر کر رہا تھا مادی نہیں ہوں اور میری ضرورت تک گیا ہوں۔

دوسرا درجہ ہے تسلیم کا جس کا وزیر یوسف صاحب مجھے بہت پیارا ہے چونکہ وہ مجھے ماموں کہتا ہے اور میں اس کو بھانجا کہتا ہوں بھانجے تو شیروں کو بھی پیار سے ہوتے ہیں اس لئے یہ مجھے کیسے پیارا نہ ہوگا آج کل طوہر جو کیا جاتا ہے وہ عمارت پر کیا جاتا ہے اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ ایسا خرچ بجائے اس کے کہ عمارت پر کیا جائے عمارت بنائیں زیادہ ضروری ہے کہ ہمارا صوبہ بلوچستان جو کہ تسلیم کے میدان میں پست ہے ہمارے بچے دشتوں کے نیچے بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ ہماری ضرورت ہے اساتذہ کی اچھے اساتذہ باہر سے منگوائے جائیں اور اس پر پیسہ خرچ کیا جائے۔ جیسا کہ ہمارے سامنے ذمہ شمال ہے۔ صوبہ سرحد کی یونیورسٹی میں صاحبزادہ صاحب نے باہر سے اساتذہ منگوائے ہیں۔ اور اس طرح ان کی تعلیمی ترقی پنجاب کے بھی بڑھ گئی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی عمارتیں بہت بڑی تھیں۔ اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ ان کے پاس سائنسی آلات بہت بڑے تھے۔ مطلب یہ تھا کہ ان کے پاس استاد قابل تھے۔ اور کثیر تعداد میں تھے۔ تسلیم کے لئے استاد ضروری ہوتا ہے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے

کہ اسے

جو استاد یہ زنجیر پدید ؟

اس لئے اساتذہ کا رتبہ والدین سے بھی زیادہ ہے علوٰی نازل تسلیم جیسے اسلام میں سب سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ ہماری الہامی کتابہ قرآن مجید جو کہ برحق ہے اس کے ذریعے ہیں یہ تسلیم دی گئی ہے کہ پڑھیں بلکہ جب نازل ہوا ہے پہلے ہی کہا گیا کہ "اقترا" پڑھیے ! اس لئے اسلام میں مسلمانوں کو سب سے زیادہ ہی کہا گیا ہے کہ تسلیم حاصل کرو میں عرض کروں گا کہ بجائے اس کے کہ یہ اخراجات عمارتوں پر یا دوسری اشیاء پر کئے جائیں زیادہ بہتر ہوگا کہ اساتذہ پر کئے جائیں۔ باہر سے اچھے اساتذہ منگوائے جائیں۔ ان کی خدمات حاصل کی جائیں چنانچہ آج کل یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ سکولوں اور کالجوں میں سیکھنے کے لئے اوزار بھی ہیں۔ لیکن سکھانے کے لئے اساتذہ نہیں ہیں۔ اس لئے میں عرض کروں گا وزیر اعلیٰ اپنے متعلقہ وزیر صاحب سے کہیں تسلیم کے فروغ کے لئے اساتذہ پر پیسہ خرچ کریں۔ اور دوسرے ذریعے جہاں سے بھی اچھے اساتذہ میں منگوائیں۔ اس سلسلے میں اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ اگر آپ کو تسلیم حاصل کرنے کے لئے چین بھی جانا پڑے تو جاؤ اور تسلیم حاصل کرو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کو دوسرے جہان سے اچھے اساتذہ مل سکیں تو وہاں چلے جاؤ ! اس لئے ضروری ہے کہ ہمیں سب سے پہلے اساتذہ کا مسئلہ حل کرنا چاہیے

میں عرض کروں گلگت نصیر آباد اور اوستہ محمد کے اسکولوں میں اساتذہ نہیں دکھائی دیتے۔ ہمارا پتا ہوتا ہے ہمارے
 کے سر پر بیٹھ جائے وہ یا دلی بن جانا ہے یا بادشاہ بن جانا ہے۔ کچھ بھی نہیں تو دوزیر ضرور بن جاتا ہے۔ ہمارا
 طرح بلوچستان میں رہتا ہے اس کو دیکھا کسی نے نہیں ہے جس طرح ہمارے نہیں دیکھا جانا اسی طرح اس بلوچی
 نظر نہیں آتے۔ جس طرح ہم سب کو معلوم ہے کہ ہمارے یہاں ہے لیکن نظر نہیں آتا اسی طرح اوستہ محمد میں بھی کسی کو
 نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ ترقیاتی اسکیم پر میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ترقیاتی اسکیم
 بنانے کے لئے کمیٹیاں ہونی چاہئیں۔ اس کمیٹی میں اس ایوان کے ممبر بھی ان کے ارکان میں شامل ہوں
 تاکہ وہ کمیٹی کو علاقے کے مخصوص ضروریات اور اسکیم کے مفادات کو دیکھ کر وہ اپنی رپورٹ دے اس کمیٹی
 وہ پروگرام کے مطابق ان کی رپورٹ کے مطابق ترقیاتی اسکیمیں بنائی جائیں۔ اس کے بعد وہ منظور کریں کہ کیا
 ضرورتیں ہیں۔ اور اس پر کس طرح خرچ ہو اس کمیٹی بنا کر۔ یہ فائدہ ہوگا کہ اس پر جو کام ہوگا
 وہ مستحق ہوگا۔ اور اس پر تقاریر بھی کم ہوں گی۔ اور بلوچستان کو بعض ملاحوں پر فوجت دی جاتی ہے
 یہ ختم ہو جائے گی۔ اس لئے میں ضرور کہوں گا کہ اس کے لئے کمیٹیاں ہونی چاہئیں۔

آخر میں ایک بات عرض کروں گا۔ اور عرض کرنے سے میں ڈرتا بھی ہوں کیونکہ کہتا ہوں
 لئے ہوں کہ لاچار ہوں کہنا پڑتا ہے اگر نہ کیوں تو یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا وہ ایک اہم بات ہے
 اور فائدہ مند ہے اس سے لوگوں کا فائدہ ہے۔ یعنی انوسس ہے کہ اس کا نام کم لیا جاتا ہے اور وہ
 ہے زرعی اصلاحات زرعی اصلاحات کا مطلب ہے جائیداد کم کرنا جائیداد کو کم کرنے کے ساتھ
 ساتھ اس کی حدود مقرر کرنا اور پیداوار کو بڑھانا ہے لیکن مجھے بے حد انوسس ہوتا ہے کہ جس اعلیٰ شخصیت
 نے جس مردوں نے لوگوں کے لئے سزب عوام کے اور کاشتکاروں کی بہتری کے اور مستند معاشرے کے لئے
 یہ زرعی اصلاحات نافذ کی تھیں تاکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں میں آپ کو اس کی ایک مثال پیش
 کرتا ہوں جناب والا زرعی اصلاحات کے مطابق ۱۲ ہزار لونٹ فی کس ہوگا۔ لیکن اس کے برعکس نواب مظاہر
 خان چلی۔ سردار علی مگسی جن کے پاس زرعی اصلاحات سے پہلے لاکھوں ایکڑ زمین تھی انہوں نے چوری کر کے
 حاصل نہیں کی تھی دعوہ کر کے حاصل نہیں کی تھیں ڈاکر مار کر نہیں لی تھیں۔ انہوں نے اپنے علاقہ کو کم کیا تھا
 اور سلامتی برقرار رکھ کر حاصل کی تھی وہ ۱۲ ہزار لونٹ نہ حاصل کر سکے جس کی ۳۷۵ ایکڑ فی کس ہوتی ہے
 ہوا اس کی بجائے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے برصغیر میں ہزاروں ایکڑ اپنے پاس رکھیں اس

انسان کے ہر میں دستر خوان کو بھی امداد لینے چاہئے کبھی مبارکباد دیتا ہوں۔ (تالیان)

آخر میں میں بس کرتا ہوں بس۔۔۔۔۔ تہنقہ۔۔۔۔۔ میں بہت شک گیا ہوں۔

(آوازیں) - بولیں، اب میں اس لئے نہیں بیٹھا کر ڈیسک پہلے ایک دفعہ ٹوٹ گیا ہے اور ابھر صاحب نے بل بنایا تھا ہے اور میں نے ابھی بل ادا نہیں کیا ہے پھر بیٹھوں ابھی بل بنانا ہی ہے اور فرماتے ہیں بل تم سے وصول کیا جائے گا اور پھر یہ پچاس روپے جو اس کے وہ تو بلوں میں چلے جائیں گے۔۔۔۔۔ تہنقہ۔۔۔۔۔

سٹریٹی اسپیکر - شاہدانی صاحب بیٹے کے متعلق بات کریں!

میر شاہنواز خان شاہدانی :- یہ بھی بیٹے کے متعلق ہے - ہمارے گھر سے جاتا ہے۔

۔۔۔۔۔ تہنقہ۔۔۔۔۔ اس لئے یہ بھی بیٹے کا معاملہ ہے اگر بیٹے کا معاملہ نہ سہی یہ ہاراجٹے ہیں - والسلام - مشکریہ - (تالیان)

سٹریٹی اسپیکر - اجلاس کی کارروائی اور کنٹرول کے رولز ملتی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی گزارہ بلکہ عین منٹ پر ملتی ہوگی)

اور سٹریٹ پارہ نیچے بعد عدلیہ دوبارہ میرزا بخش پورچ ڈپٹی اسپیکر کی صدارت میں شروع ہوا۔

وزیر منصوبہ بندی رقیہ و آبپاشی مولوی محمد صالح

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اِنَّ هٰذَا صَوَابِي مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا السَّبِيْلَ

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِيْ وَ اَلَمْ يَكُنْ بِكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

(پ ۸ ع ۱)

اللہ جل شانہ، نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک وہی صحیح راستہ ہے اور اس کے علاوہ جتنے بھی راستے ہیں جتنے بھی مذاہب ہیں وہ سارے غلط ہیں۔ جو تفریق لاتے ہیں اور جدا جدا ہوتے ہیں تو آپ لوگوں کا ایک دین ہے اور ایک قرآن ہے لہذا اس کی اتباع کرو۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے کہا اور اس کی تائید کی۔ اور فرمایا کہ اے لوگو! یہ میری طرف سے تمہارے لوگوں کے لئے ایک وصیت ہے اور وصیت کے معنی یہ ہیں کہ جو میری آخری وقت میں ہوتا ہے تو اس کے پیمانگان اس کی وصیت کو ضرور دیکھ لیتے ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وصیت ہے ہمارے لئے۔

۱۹۶۲ء میں ہم لوگوں نے ایک (Law Commission) مقرر کیا تھا میرے

خیال میں یکمیشن ۱۱ اراکین پر مشتمل تھا۔ اور اس پر بجٹ میں ایک لاکھ پینتیس ہزار روپے خرچ ہو گئے اور اس یکمیشن نے صوبے کے تمام جلسوں پر مجلس منعقد کرنے کے بعد جو رپورٹ پیش کی وہ یہ تھی کہ ہر جگہ عوام کا مطالبہ صرف اسلام۔ قرآن۔ حدیث اور اسلامی نظام کا نفاذ تھا۔ صرف ایک جگہ پر یعنی ممبئی کے علاقے میں جس کے دران دنوں لندن میں تھے لوگوں نے کہا کہ چونکہ نواب گنجی صاحب لندن میں ہیں لہذا وہ جو کچھ کہیں گے ہم وہی کریں گے۔ اور عوام میں یہ ہر غریب اور امیر کا مطالبہ تھا میرے خیال میں اس وقت ہمارے نوابزادہ تیمور شاہ بھی تھے، اور عوام کا مطالبہ یہی تھا کہ یہی اسلامی نظام چاہیے اور عوام کہتے تھے کہ اسلامی قانون چاہتے ہیں۔ اسلامی قانون کے نفاذ سے سب ایریا یعنی فورٹ سنڈین تک ایک قانون بچے گا۔ ہر شہر میں ہر کئی میں ہر جگہ میں مختلف قانون نہیں ہوگا۔ جیسے ہلکے ہی رواج ہیں

ہر قوم کا الگ رواج ہے ہم بھی اگر یہاں سے جائیں تو کوئٹہ سے مسلم باغ کا فاصلہ ۵۷ میل کا ہے وہاں شہر کا جو ۲ میل کا ایریا ہے وہاں ریگولر لار ہے اور جب ہم دو میل کے اندر والے ایریا میں جائیں تو باقاعدہ قانون (Regular Law) ہے بعد میں جب ۲ میل ۲ میل کے اندر جائیں یعنی فریڈننگ ٹیک پھر وہی رواج ہے چاہے ضابطہ فوجداری ہو یا دیوانی ہو اس طرح یہ لورالائی ٹیک جاتا ہے۔ تو کیا مطلب ہوا کہ سارے علاقوں میں تو رواج چل رہا ہے لیکن ہمارے شہر کے اندر پولیس کا قانون صرف چار یا پانچ میل کے اندر نافذ ہے۔ یہ میرے خیال میں سارے صوبے کے لئے نہایت افسوس ناک بات ہے

کہ ایک جگہ تو ایک ذرا بڑا اور دوسری جگہ دوسرا ذرا بڑا اور اس طرح ایک ایک میل پر ایک قانون نافذ اور سو میل کے بعد دوسرا قانون نافذ ہے اس کے بارے میں اپنے بھائیوں اور معزز اراکین سے ضرور یہ مطالبہ کروں گا کہ لاڈ کمیشن کی رپورٹ کی روشنی میں صدر اعلیٰ ایک بل لایا جائے تاکہ ہم اسے پاس کریں۔ اور صوبے میں اسلامی قانون نافذ کریں۔ اور جس طرح کا قانون ہوسارے بوجھستان میں بھی ہوگا۔ ہمارے لوگوں کا پہلے جو ذرا بڑا تھا۔ ہمارا جو جگہ تھا اس وقت ہمارے سردار صاحبان اہل نواب صاحبان ہوتے تھے مگر اس میں پھر بھی کچھ انصاف تھا لیکن یہ پورا ہے کہ ہمارے مسلم باغ میں تین چھڑا سی جگہ تھیں جن کا نام غالباً عبداللہ جان اور دوسرے کا نام بھی عبداللہ جان ہے ہمارے نواب زادہ صاحب بھی یہ جانتے ہیں تو ہم کسی چھڑا سی سے کیا امید کر سکتے ہیں۔ وہ تو خواہ مخواہ جسٹریٹ کی منشا کے مطابق غلطی سے دیتے ہیں۔

اور دوسری بات ہمارے (Special area) -----

نواب زادہ تمور شاہ جو گیزی۔ جی ہاں میں تا یاد کرتا ہوں کہ سارے قصبہ میں ایسے جگہ کے ممبر یا چھڑا سی ہیں یا وہ لوگ جو امی۔ لے بھی اندر چلے صاحبان کی دہلی کرتے ہیں اور کوئی سردار یا نواب جگہ میں ہوتا ہی نہیں اور اس طرح یہ لوگ دفعتاً کو خراب کرتے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات کو بہاشی۔ ہمارے یہاں (Special area) ہے۔

جہاں سرداروں اور ملکوں کا قبضہ ہے اور حکومت کا وہاں کچھ دخل نہیں ہے ابھی ڈومینینٹ انٹارٹی کا قانون بنایا ہے۔ لیکن ان منصوبوں سے ان علاقوں کو خارج کر دیا گیا ہے اور (Special area) کے بارے میں میں یہ ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں اور شاید آپ لوگوں کو معلوم ہو کہ ہمارے یہاں روڈوں پر جو بھی کلی ہو یا تو ملک صاحب سردار صاحب کی ہوتی ہے اور اس طرح جمہداری بھی ان حضرات کی ہے اور ان جگہوں پر روڈ کا کام نہیں لیا جاسکتا۔ چونکہ سرداروں اور ملکوں کے سامنے خاکے بے بس ہو کر رہ جاتا ہے تو کام بھی نہیں ہوتا لہذا ہماری پوچھی اس طریقے سے صناع ہوجاتی ہے اور اگر کچھ ہو بھی جائے تو کیا فائدہ ہوتا ہے؟ روڈ پر کام بالکل نہیں ہوتا۔ اور سارا دن بیماریاں رہتی ہے

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ساری ممالک کے ساتھ ساتھ دیکھنا سیکھنا کرنا چاہیے۔ مثلاً ٹھنڈی
 الائنس ہمارے صوبے کو ملتا ہے۔ لیکن تروپ کو نہیں ملتا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بٹ پیش کیا گیا ہے اگر
 اس پر کچھ نہ کچھ نظر ثانی کی جائے تو بہتر ہوگا۔ اور ہمارے وہ علاقے جو پسماندہ علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں
 ان کو ضروری سہولتیں ہم پہنچانی چاہیں جو بڑے بڑے شہروں کے علاقوں کو حاصل ہیں۔ مثلاً سردی الائنس جو میں
 نے پہلے عرض کیا ہے کہ باقی علاقوں کو چھ ماہ تک ملتا ہے اور ہمارے علاقے میں بالکل ملتا ہی نہیں ہے۔
 حالانکہ کیا وہاں ٹھنڈ نہیں ہوتی۔ اس کو سردی الائنس نہیں ملتا صرف چین کو ملتا ہے۔ کوئٹہ کو ملتا ہے۔
 یہ میرے خیال میں سراسر زیادتی ہے اس کے علاوہ جو ہمارے قلعے میں ایک تو وہ سردیوں کے علاقوں میں ہیں۔
 ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ان کو ملتا ہے۔ اس میں سے وہ کچھ سردیوں کو ملے دیتے ہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ ہمارے قلعے
 یا دوسری طور پر کہے گئے ہیں۔ بیلدار ہیں تو وہ بھی مارتی ہیں۔ کوئی بیلدار بھی مستقل نہیں ہے۔ میں گذشتہ
 کروں گا کہ ایسے بیلدار جو ابھی تک عرض ہیں گو وہ ہمارے علاقے کے ہوں یا کسی اور علاقے کے ہوں انہیں
 فدیہ مستقل کیا جائے اس کے علاوہ جو آپ نے بجٹ کا تخمینہ لکھا ہے ۳۴۰ کورس لیویز کے لئے اور یہ
 قلات میں قائم ہو رہی ہے ایک ہمارے علاقے پھان میں بھی ہونی چاہیے۔ جو افغانستان کے قریب باڈر
 کے قریب ہے اور میں نے سنا ہے کہ پچھلے دو سال سے افغانستان نے اپنے تمام علاقے جو باڈر کے
 قریب ہیں ان کو محفوظ کر دیا ہے اور اس نے ان تمام علاقوں میں فوج لارکھی ہے۔ اور اس کے باوجود
 ہمارے پاکستان کی جو سرحد ہے وہ بالکل غیر محفوظ ہے ہمارا تروپ سے دو سو میل کا علاقہ بالکل
 غیر محفوظ ہے۔ اس سے پہلے ہی میں نے مطالبہ کیا تھا کہ وہاں بھی فوج ضروری ہونی چاہیے۔ وہاں کوئی
 انتظام کرنا چاہیے وہاں بھی اسلحہ وغیرہ ہونا چاہیے۔ اب وہاں جھڑپیں جاری ہیں اور میں نے
 سنا ہے کہ مقابلے کے لئے کوئی بھی سرکاری آدمی موجود نہیں ہے چھ ماہ سے ان کے مقابلے میں
 کم ہے ان کے تین ہزار آدمی کے مقابلے میں ہمارے صرف دو سو آدمی لڑ رہے ہیں۔ سرکاری طور پر
 کوئی آدمی نہیں ہے۔ جو ان کی حفاظت کر سکے یا یہ لڑائی بند کرانے۔ اس بارے میں یہ ضرور کہوں گا
 کہ جیسے آپ نے قلات ڈویژن میں یہ جو سنٹر کھولا ہے۔ وہاں بھی کھولنا چاہیے۔ کیونکہ ہماری
 سرحد بالکل غیر محفوظ ہے۔ افغانستان سے ان کو مدد ملتی ہے۔ ہماری کوئی

مدد نہیں ہے۔

ٹیوب ویل کے متعلق عرض یہ ہے کہ نہ ہائے علاقے میں کٹیووب دیں ہے اور نہ کوئی بجلی میسر ہے اور نہ ہی راستے ہیں۔ ان میں سے کچھ بھی نہیں ہے ابھی اس کے لئے جوہی نے کہا ہے کہ اس بارے میں جوہی کوئی حکم کنستبلتے مثلاً ایک قمر الدین کے علاقے اور دوسرے علاقوں کے نوکسی پر بھی ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا ہے میں یقین سے کہتا ہوں کیونکہ میں حکومت کے اندر ہوں کہ ابھی تک کسی پر کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ ابھی پہلے جو میرے دوست نواب رئیسانی صاحب نے جو ضمنی بجٹ پیش کیا تھا اس میں فرمایا تھا کہ شاہن پھول روڈ پر ۵۰ فیصد کام ہو گیا ہے۔ تو شاہن میرے علاقے کے قریب ہے اور میں نے وہاں کا دورہ کیا تھا معلوم ہوا ہے کہ ابھی تک ایک فیصد بھی کام نہیں ہوا ہے۔ ہمارے انجینئر صاحبان کہتے ہیں کہ ہم دوسرے علاقوں سے مشین منگوا رہے ہیں۔ ہلکے انجینئر بھی نااہل ہیں۔ کہ ابھی تک کام مکمل نہیں کر سکے حالانکہ ہماری ٹریفک اس راستے سے ڈیرہ غازی خان تک جاتی ہے۔ ہمارے رُوب صنغ کے جو علاقے ہیں وہ بھی اس راستے پر جاتے ہیں۔ ہمارے جتنے مسافر ہیں اکثر وہ اسی راستے سے جاتے ہیں تین روز وہاں سے جانے کو لگ جاتے ہیں۔ وہاں پر راستے میں ایک بہت بڑی ندی ہے جس پر ابھی تک پل نہیں بنا ہے۔ حالانکہ یہ پل پانچ سال پہلے بیکار ہو گیا تھا۔

قائد الوان :- میں منترز ممبر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سب چیزیں وزیر مستعلقہ کے نوٹس میں لائی گئی ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات و آبپاشی :- ہاں لائی گئیں تھیں۔!

قائد الوان :- بجٹ میں تو یہ لکھا گیا ہے کہ اس کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات و آبپاشی :- ہاں انہوں نے لکھا ہے کہ ۵۰ فی صد کام

مکمل ہو گیا ہے حالانکہ کوئی کام نہیں ہو سکا۔

وزیر خزانہ :- وزیر مواصلات اس کا جواب دیں گے۔

مسٹر ڈی پی اسپیکر :- اس وقت کوئی سوال جواب نہیں ہو گا مولوی صاحب آپ جرات بھی کہنا چاہتے ہیں آپ کہیں وزیر متعلقہ اس کو نوٹ کر رہے ہیں :- اور یہاں وہ اپنی ذمہ داری خود پوری کریں گے اور وہ خود جواب دیں گے۔ جواب نے کہنا ہے وہ کہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات و آبپاشی :- ہمارے نور اللہ کی جو زمین ہیں اس

کے لئے میرا مطالبہ یہ ہے کہ ان کو ٹیوب دیں دیئے جائیں۔ اور وہاں پانی زیادہ ہو جائے تو اس کے بعد مزدوروں کو تحفظ دیا جائے پھر یہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

ہمارا مطالبہ ہے اگر بلڈوزر وہاں زیادہ دئے جائیں تو پھس دستگاہ زمینوں پر کام کیا جائے۔ تو اس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہو جائے گا۔ اور امداد ہو جائے گی۔ تاکہ وہ اس سفید زمینوں کو آباد کر سکیں۔ تو اس سے وہاں کچھ آبادی ہو جائے گی۔ سفید غیر آباد زمین ہے اس میں پہاڑ بھی ہیں۔ اس میں ہموار زمین بھی ہے۔ اس میں خواب زمین بھی ہے۔

پھر صابر علی بلوچ :- مولانا صاحب! جو اپنے فکر کے متعلق کہیں میں نوٹ کرتا ہوں

پھر خود جواب دیں گے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات و آبپاشی :- زمینداروں کے متعلق میرے خیال میں

پچھلے سال بھی جناب قائد ایوان نے وعدہ کیا تھا۔۔۔۔۔

مسٹر وٹپی اسپیکر - مولوی صاحب! اب وقت ختم ہو گیا اپنی تفسیر کا مکمل کریں۔

مسٹر وٹپی اسپیکر - اجلاس کی کارروائی سہفتہ ۲۲ جون ۱۹۷۴ء صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی ۱۲ بجے دوپہر سہفتہ ۲۲ جون ۱۹۷۴ء دس بجے صبح تک کے لئے

ملتوی ہو گئی۔)